دل کی بات
مدیر

زرداری کی واپسی، جمہوریت کی مضبوطی اور نواز شریف کی مشکلات

صدر زرداری رخصت ہو رہے ہیں اور نو منتخب صدر ممنون حسین ایوانِ صدر میں براجمان ہونے والے ہیں۔ ۲۵؍اگست کو ایوانِ صدر میں صحافیوں کے اعزاز میں دیے گئے الوداعی عشائیے میں انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

''دہشت گردی کے خلاف نواز شریف حکومت کی مدد کریں گے، ملک چھوڑ کر نہیں جاؤں گا، جمہوریت کو مضبوط کیا، عزت سے رخصت ہو رہا ہوں، کسی کام پر شرمندگی نہیں۔''

صدر زرداری نے اپنی دانست میں بالکل درست کہا۔ جس طرح نواز شریف کے تعاون سے انہوں نے پانچ سال مکمل کیے اب ان کے تعاون سے نواز شریف اپنے مدت پوری کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ اُن کی صلاحیت پر موقوف ہے کہ وہ اس کوشش میں کامیاب ہوتے ہیں یا ناکام۔ جہاں تک جمہوریت کی مضبوطی کا تعلق ہے تو اس کا فائدہ بھی انہی طبقات کو ہے، عوام کی حالت تو پہلے سے بھی بدتر ہے۔ اس جمہوریت کا نہ پہلے کوئی نفع عوام کو ہوا نہ اب ہے اور آئندہ بھی امکانات معدوم ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایا داروں کے مفادات کا تحفظ تو ہے عوام کا ہرگز نہیں۔ جس زرداری کو ''شریفین'' اپنے جلسوں میں کوستے، بے نقط سناتے اور اُن کے احتساب کی ڈینگیں مارتے تھے آج انہی سے حلف لے کر ایوانِ اقتدار میں براجمان ہیں۔ انہوں نے درست کہا کہ وہ ملک چھوڑ کر نہیں جائیں گے اس لیے کہ نواز شریف ہی انہیں تحفظات فراہم کریں گے۔ باریاں بدلنے اور باریاں لینے کے یہی اصول وضوابط ہیں جو باریاں دینے والی قوتوں نے طے کر دیے ہیں۔ ملکی تاریخ کے سب سے بڑے ضمنی انتخابات منعقد ہوئے اور نتیجہ وہی۔ مسلم لیگ پہلے پیپلز پارٹی دوسرے اور پی ٹی آئی تیسرے نمبر پر۔

عمران خان نے اعتراف کیا کہ وہ پشاور کی سیٹ اپنی حماقتوں سے ہارے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ میانوالی کی سیٹ بھی حماقتوں کی نذر ہوئی ہے اور اگر وہ اسی طرح محنت کرتے رہے تو پارٹی سمیت خود بھی حماقتوں کی نذر ہو جائیں گے۔ وہ تاش کے جوکر ہیں۔ استعماری قوتوں نے ہمیشہ ایک ''سٹینڈ بائی پلیئر'' رکھا ہے۔ عمران خان کا مسئلہ یہ ہے کہ سٹینڈ ٹوٹ گیا ہے۔ اس لیے پلے کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ انہیں اصغر خان سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ ابھی تک اُن کا اپنا ایجنڈا کوئی نہیں، جس دن اپنا ایجنڈا پیش کریں گے تو شاید ان کے لیے کوئی راستہ نکل آئے، اس کے بھی امکانات معدوم ہیں۔

نواز شریف نے انتخاب جیتتے ہی بھارت سے دوستی کا عندیہ دیا تھا۔ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ حلف برداری کی تقریب میں من موہن کو شرکت کی دعوت دوں گا لیکن بھارت کے مکمل انکار کے بعد انہوں نے خاموشی اختیار کر لی۔ گزشتہ ایک ماہ سے بھارت کی جانب سے کنٹرول لائن پر فائر بندی معاہدے کی خلاف ورزی کا سلسلہ جاری ہے۔ سیالکوٹ، نکیال اور

کشمیر کے دیگر سیکٹرز میں شہری آبادی پر براہِ راست گھنٹوں شدید گولہ باری کی جارہی ہے، عام شہری اور پاکستانی فوجی جاں بحق ہورہے ہیں، لوگ نقل مکانی کر رہے ہیں، زخمیوں کو ہسپتال تک لے جانے میں بھی مشکلات کا سامنا ہے۔ دریاؤں میں فالتو پانی چھوڑنے سے ستلج، راوی اور چناب بپھر گئے۔ پنجاب اور سندھ سیلاب کی زد میں ہیں۔ اگرچہ انڈس واٹر کمشنر نے یہ وضاحتی بیان بھی دیا کہ بھارت نے پانی چھوڑنے سے پہلے ہمیں باقاعدہ اطلاع دی۔ مسئلہ کشمیر جوں کا توں اپنی جگہ پر ہے۔

افغانستان سے امریکی و نیٹو فورسز کا انخلا ۲۰۱۴ء میں ہوگا۔ اس کے مابعد اثرات کی زد میں سب سے زیادہ پاکستان ہی آتا ہے۔ پھر کرزئی اور آخر میں طالبان۔ امریکہ دو مرتبہ قطر میں طالبان کا دفتر کھلوا کر مذاکرات کر کے ہزیمت اٹھا چکا ہے۔ اب پاکستان پر دباؤ ہے۔ حامد کرزئی امریکی واپسی کے بعد اپنے انجام سے پریشان ہو کر پاکستان آئے اور اس مرتبہ انہوں نے نرم و ملائم لہجے میں بات چیت کی۔ طالبان تو امریکہ کے افغانستان میں قیام کے خواہش مند ہیں کہ اس کے ''یونہی چلے جانے'' سے اُن کے لیے مسائل بڑھیں گے اور رہنے سے وہ اپنے ''منطقی انجام'' کو انجوائے کر سکے گا۔ اُدھر مصر میں اخوان المسلمون کی جمہوری حکومت کو فوج نے برطرف کر کے جس طرح عوام کا قتلِ عام کیا وہ بدترین دہشت گردی ہے۔ اسی طرح شام میں بشار کی نصیری و دروزی فورسز نے کیمیائی بم استعمال کر کے سیکڑوں مسلمانوں کو شہید کیا۔ سعودی حکومت کی طرف سے شامی مظالم کی مذمت تو قابلِ تحسین ہے لیکن مصر میں فوجی حکومت کی امداد و تحسین ناقابلِ فہم اور افسوس ناک ہے۔ سلام صد ہزار، سلام ترکی حکومت اور عوام کو جنہوں نے مصر و شام کے مظلوموں کے حق میں آواز بلند کی۔ نواز شریف حکومت نے ابھی تک مصر، شام اور برما میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر کوئی مذمتی یا پالیسی بیان جاری نہیں کیا۔ ہماری خارجہ پالیسی کی سمت درست ہوئی نہ داخلہ پالیسی کی...... مہنگائی حسبِ معمول ترقی کی شاہراہ پر رواں دواں ہے۔ وزیرِ اعظم اور ان کے وزراء فرماتے ہیں کہ بجلی کا بحران حل کرنے میں پانچ سال لگیں گے۔ بجلی ملے نہ ملے بل ضرور ملے گا۔ ریلوے اور پی آئی اے ابھی تک سنبھلنے میں نہیں آرہیں۔

کراچی اور کوئٹہ قتل و غارت گری اور دہشت گردی کی زد میں ہیں۔ بلوچ شدید ناراض ہیں۔ زیارت ریذیڈنسی کی تباہی فوجیوں اور پنجابیوں کو شناختی کارڈ دیکھ کر گولیاں مارنے جیسے واقعات نظر انداز نہیں کیے جاسکتے۔ ملک مشکلات کی بھنور میں پھنستا چلا جارہا ہے۔ ظاہری اسباب خواہ کچھ بھی ہوں مگر حقیقی اسباب وہی ہیں جن کی نشان دہی قرآن نے کی ہے:

''خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ اُن کو اُن کے
بعض اعمال کا مزہ چکھائے، عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں۔'' (الروم: ۴۱)

من حیث القوم پورا معاشرہ کرپٹ ہوچکا ہے۔ جو کچھ ملک میں ہورہا ہے یہ قوم کی بداعمالیوں کی پوری سزا نہیں صرف ذائقہ چکھایا گیا ہے تاکہ اللہ کی طرف رجوع ہوجائے۔ حکمران مشکلات و مسائل کا حل عالمی استعمار اور طاغوتِ اکبر کے نظام، تدبیروں اور تجویزوں میں ڈھونڈ رہے ہیں جبکہ اِن کا حل صرف اور صرف قرآن و سنت میں ہے۔ اور یہ مسلمانوں کے لیے ہے۔ چونکہ ہم مسلمان ہونے کے دعوے دار ہیں اس لیے جب تک قرآن و سنت کی طرف رجوع نہیں کریں گے کامیاب نہیں ہوں گے۔ ایک نواز شریف کیا، قرآن کو چھوڑ کر ساری قوم مل کر بھی دہشت گردی، ظلم اور بدامنی کے عذاب سے نہیں بچ سکتی۔